Al-Raqim (Research Journal of Islamic Studies)
Volume 02, Issue 01, January-June 2024.
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/alraqim
Publisher: Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Rahim Yar Khan Campus, Pakistan

پیر کرم شاہ کی کتاب ضیاء النبی ﷺ کا استدلالی جائزہ

An argumentative review of Pir Karam Shah's book Zia-ul-Nabi ﷺ

Yasir Abbas
Principal: Dar ul Uloom Zia ul Islam Naqshabandia Faisal Abad, Pakistan
Email: y742581@gmail.com

Abstract:
The Sirah of the last Prophet (SAW) of Allah Almighty is an authoritative source of Islamic Shariah. Justice Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari's work is a khizrah for researchers of Islamic sciences. Like other languages, Urdu language is expanding and developing and those who study literature and history in historical order are well aware of this fact, which is the proof that Urdu language is a living language. This is the reason why while writing Zia-ul-Nabi (peace and blessings of Allah be upon him) the distinguished author made a conscious effort to write the book in such a clean, smooth and refined language that all sections of the society would benefit from it.
In the biographical books written in Urdu language, Shamail Nabi ﷺ has been mentioned in a very beautiful way, but the style of love adopted by Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari is unique. In the style of "Zia-ul-Nabi". It has populated the world of taste and passion. Every page is a message of life in dark hearts. Every word gives eternal life to dead souls. This aesthetic aspect of the biography has been expressed by some other biographers, but in the work under review, this aspect has been specially taken into consideration.The author has mentioned the special condition that he feels while writing the lines in the discussion of Shamail Nabwi (peace be upon him). On the one hand, this gives an idea of the author's love and affection for these places. Biography is actually the honor and honor that Allah Almighty bestows on everyone who is a questioner of this street. Even the greatest honor and honor when he reaches this little love, he is like a beggar asking for mercy. There is hope for intercession.While narrating the various events of Shamail Mustafa, the use of language and idioms is a reason for more attraction for the reader. Ziya-ul-Nabi is a complete description of the universal personality of the Lord of the Universe, may God bless him and grant him peace.

Key Words: God, Biography, Shamail Nabi ﷺ, Sirat -un-Nabi ﷺ

Al-Raqim Research Journal, Department of Islamic Studies, IUB, RYK Campus is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

تعارف:

اردو نثر میں سیرت نگاری کا میدان بہت وسیع ہے۔ عربی اور فارسی زبانوں میں لکھی جانے والی امہات کتب سیرت کے اردو زبان میں ترجمے ہوئے، بعض کتب سیرت انگریزی اور دیگر زبانوں سے بھی اردو میں منتقل کی گئیں تاہم برصغیر کے سیرت نگاروں کا اصلی اور امتیازی کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے سیرت طیبہ کے موضوع پر بلند پایہ علمی اور تحقیقی کتب لکھ کر اردو زبان کو ادب سیرت سے ممتاز اور مالامال کر دیا۔ اگرچہ ایسی کتب کی ابھی تک صحیح تعداد بھی معلوم نہیں ہو سکی، تاہم اندازہ ہے کہ اردو میں لکھی گئی کتب کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ ان میں تواریخ حبیب الہ، خطبات احمدیہ، سیرت محمدیہ، رحمتہ للعالمین، سیرۃ النبی، نشر الطیب، خطبات مدراس، اصح السیر، سیرت رسول عربي، النبي الخاتم، سیرۃ المصطفی جمال مصطفیٰ اور سیرت احمد مجتبی قابل ذکر ہیں۔

اردو کے ادب سیرت پر نگاہ ڈالی جائے تو یہ امر بہت دشوار دکھائی دیتا ہے کہ سیرت نگاری کا کوئی ایسا پہلو یا سیرت طیبہ کا کوئی گوشہ تلاش کیا جائے جسے برصغیر کے سیرت نگاروں نے اپنی تحقیق و تصنیف کا موضوع نہ بنایا ہو۔ ان حالات میں یہ سوال ابھر کر سامنے آتا ہے کہ وہ کونسا داعیہ یا جذبہ تھا جس نے محترم جناب پیر محمد کرم شاہ الازہری کو ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کی طرف متوجہ کیا اور وہ کون کون سے پہلو ہیں۔ جو اس کتاب کو دیگر کتب سیرت سے ممتاز کرتے ہیں؟

پیر محمد کرم شاہ الازہری سجادہ نشین بھیرہ شریف مفسر قرآن اور مشہور عالم دین ہیں۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری یکم جولائی 1918ء بمطابق 12 رمضان المبارک 1336ھ بھیرہ ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئی اور 17 اپریل 1998ء میں آپ اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔[1]

آپ کا سلسلہ نسب صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ہبار سے ملتا ہے۔ ابتدائی علوم مولانا محمد قاسم بالا کوٹی سے پڑھے۔ کتب متوسط علامہ محمد دین بدھو (اٹک) سے اور انتہائی کتب علامہ غلام محمود (ساکن پپلان) سے پڑھیں۔ دورہ حدیث کے لیے صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور 1943ء میں سند فراغت اور دستار فضیلت سے مشرف ہوئے۔ 1945ء میں پنجاب یونیورسٹی سے بی اے اور 1954ء میں جامعہ الازہر قاہرہ سے الشہادۃ العالمیہ اور تخصص القضا کی اسناد حاصل کیں۔ تکمیل تعلیم کے بعد دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ 1977ء کی تحریک نظام مصطفی ﷺ کے سلسلے میں جیل کاٹی۔ حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت سے نوازے گئے۔ 1980ء میں وفاقی شرعی عدالت کے جج نامزد ہوئے۔ بعد ازاں رویت ہلال کمیٹی کے چیئر مین مامور ہوئے۔([2]) اکتوبر 1970ء میں ماہنامہ ضیائے حرم کا اجرا ہوا۔([3]) ان کی درج ذیل کتب نمایاں ہیں:

1. تفسیر ضیاء القرآن
2. جمال القرآن (ترجمہ قرآن)
3. ضیاء النبی
4. سنت خیر الانام

5. مکاتیب ضیاء الامت

6. مقالات

7. قصیدہ اطیب النغم

8. مجموعہ وظائف مع دلائل الخیرات شریف۔[4]

آپ کی ظاہری زندگی نے جہاں اک جہاں کو متاثر کیا اور ان کے قلوب و اذہان پر نقوش چھوڑے وہاں آپ کے ارشادات و فرامین جو نصف صدی سے زائد کو چھپاتے ہیں ہزاروں لاکھوں کی تیرہ تار زندگیوں کے لیے وجہ تنویر بنے۔ آپ مسند ارشاد پر فائز ایک شیخ طریقت اور جستجویاں حق کے لیے ایک رہبر کامل تھے آپ کی پوری زندگی تحریر و تقریر سے عبارت تھی اور سب سے بڑھ کر آپ سنت حبیب ﷺ پر عمل پیرا ہونے والے ایک سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔

ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ فاضل مصنف اردو میں سیرت طیبہ پر ایک ایسی کتاب تصنیف کرنا چاہتے ہیں جس کا خمیر عشق رسول ذات رسالت مآب سے والہانہ محبت اور فنافی الرسول سے اٹھایا گیا ہو، تاکہ قاری جب اس کتاب کا مطالعہ کرے تو اس کے قلب و ذھن پر ایک ایسی ہستی کے ان مٹ نقوش مرتسم ہوں، جو محسن انسانیت، رحمتہ للعالمین اور رؤف رحیم ہے، تاکہ اس کی پیروی اور اطاعت گزاری آسان ہو۔ یہی وجہ ہے کہ فاضل مصنف نے ادب سیرت کے وسیع تر ذخیرہ سے ایسے موتی چن کر ضیاء النبی کی لڑی میں پروئے ہیں جو ان کے متعین کردہ بلند پایہ مقصد کو اجاگر کرتے ہیں۔ دیگر زبانوں کی طرح اردو زبان بھی وسعت پذیر اور ترقی کے مراحل طے کر رہی ہے اور ادب سیرت کا تاریخی ترتیب سے مطالعہ کرنے والے اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں، جو اردو زبان کے زندہ زبان ہونے کی دلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے وقت فاضل مصنف نے یہ شعوری کوشش کی کہ کتاب ایسی شستہ، سلیس اور ٹکسالی زبان میں لکھی جائے کہ اس سے معاشرہ کے سارے طبقے مستفید ہوں۔

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری جنہوں نے سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان میں ایک منفرد انداز سے قلم اٹھایا ہے آپ کو عربی فارسی اور اردو میں یکساں قدرت حاصل ہے۔ مصنف نہ صرف مایہ نازِ عالمِ دین۔ مفسرِ قرآن، علومِ جدید وقدیم کے ماہر بلکہ تفقہ فی الدین میں خاصی مہارت رکھتے ہیں۔ ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری کی سیرت نبوی پر لکھی ہوئی دلنشیں کتاب جو 7 جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو حکومت پاکستان وزارت مذہبی امور کی طرف سے اردو مقابلہ سیرت 1994ء بمطابق 1415ھ میں پہلے انعام کی مستحق ٹھہرایا گیا۔ محمد قیوم اعوان نے اس کتاب کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا ہے جسے ضیاء القرآن پبلیکیشنز نے سات جلدوں میں شائع کیا ہے ۔

وجہ تالیف:

1929ء میں تفسیر ضیاء القرآن کا کام مکمل کرنے کے بعد پیر محمد کرم شاہ الازھری نے کئی بار یہ بات دہرائی کہ: اگر اللہ تعالیٰ مجھے اپنے حبیب ﷺ کی سیرت طیبہ لکھنے کی سعادت عطا فرمائے تو اس کا

بہت بڑا انعام ہو گا۔" آپ کی خواہش کے ساتھ ساتھ اہل سنت والجماعت کے فکری حلقے بھی اس بات پر مصر تھے کہ اگر آپ سیرت طیبہ پر کوئی کتاب لکھیں تو نظریاتی خلفشار اور ذہنی کشمکش کے اس دور میں امت مسلمہ کے لیے یہ بہت بڑا انعام ہو گا۔ بالا آخر دو مختلف مقامات پر سید خضر حسین شاہ صاحب چشتی (منڈی بہاؤالدین) اور سید ریاض حسین شاہ صاحب (راولپنڈی) نے با قاعدہ قرار دادیں منظور کروائیں کہ ضیاء الامت کو اس موضوع پر فورا کام شروع کرنا چاہیے۔ یکم رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ بروز پیر بعد نماز فجر بمطابق ۱۳ جون ۱۹۸۳ء کو اس اہم کام کا آغاز کر دیا۔ یہ وہ دور تھا جب ٹانگ ٹوٹنے کے باعث آپ زیادہ وقت لنگر شریف میں ہی سیر فرماتے تھے۔[5]

مقصدِ تالیف:

مقصد تالیف کے بارے میں صاحب ضیاء النبی ﷺ یوں رقمطراز ہیں:

میری تمنا یہ ہے کہ میرے خالق کریم، میرے معبود برحق نے کمال فیاضی سے اپنے حبیب اور ہمارے محبوب رسول ﷺ کو جو کمالات، جو خوبیاں اور جن صفات حمیدہ سے مزین کیا ہے اور اس کے اسوہ حسنہ کو جن دلآویزیوں اور رعنائیوں کا پیکر جمیل بنایا ہے حتی الامکان ان کو بیان کرنے کی کوشش کروں تاکہ اس ذات قدسی صفات، اس طور تجلیات رحمانی کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے کی جسے سعادت نصیب ہو اس کا دماغ بھی اس منبع انوار کے جلووں سے روشن ہو اور اس کا دل بھی اس کی از حد حسین اداؤں پر فریفتہ ہو۔"[6]

کتاب کے آغاز میں کتاب کی شان اور خوبیاں بیان کرتے ہوئے پیر صاحب "دعا" کے عنوان سے فرماتے ہیں:

> الٰہی جو شان، جو فضل و کمال، جو حسن و جمال، جو صوری محاسن اور معنوی خوبیاں تو نے اپنے حبیب کرم ﷺ کو عطا فرمائی ہیں ان کا صحیح عرفان اور پہچان بھی نصیب فرما اور ان کو اسی طرح بیان کرنے کی توفیق مرحمت فرما جس کے مطالعہ سے تاریک دل روشن ہو جائیں، مردہ روحیں زندہ ہو جائیں، ذوق و شوق کی دنیا آباد ہو جائے جہاں غفلت کی تاریکیاں پھیلی ہوئی ہیں وہاں تیرے ذکر پاک اور تیرے محبوب مکرم کی مبارک یاد کی قندیلیں فروزاں ہو جائیں۔"[7]

ضیاء النبی ﷺ کا اجمالی جائزہ

پیر محمد کرم شاہ الازہری کی تصنیف 'ضیاء النبی' کا پہلا ایڈیشن (1999ء، 1420ھ) میں مطبع ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور سے شائع ہوا۔ 'ضیاء النبی' کل سات جلدوں پر مشتمل ہے۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری کی 'ضیاء النبی' عصر حاضر کی کتب سیرت میں نمایاں مقام و مرتبہ رکھتی ہے۔ سات جلدوں پر مشتمل اس سیرت کی کتاب میں قدیم و جدید سیرت کے تمام ماخذوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ صاحب کتاب کا انداز بیاں سادہ، منطقی اور مدلل ہے کتاب میں مغربی مفکرین کی کتب سے بھی اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لیے حوالے درج کیے گئے ہیں۔ گویا یہ کتاب عربی، انگریزی اور اردو تینوں زبانوں میں گہری تحقیق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ضیاء النبی کی تمام جلدوں کے عنوانات ایک نظر میں

جلد اول: قبل از اسلام کرہ ارضی کے حالات تا حضور اکرم ﷺ کے اسلاف کرام کا تفصیلی جائزہ۔

جلد دوم: ولادت باسعادت تا معراج شریف

جلد سوم: یثرب کی طرف حضور ﷺ کی ہجرت تا واقعہ افک

جلد چہارم: غزوہ احزاب تا وصال نبوی ﷺ

جلد پنجم: اخلاق و شمائل نبوی ﷺ

جلد ششم: تحریک استشراق کا پس منظر تا مستشرقین کی طرف سے قرآن حکیم پر کیے جانے والے اعتراضات اور ان کے جوابات۔

جلد ہفتم: حدیث رسول اور سیرت طیبہ پر مستشرقین کے اعتراضات، الزامات اور ان کے جوابات۔

سیرت ضیاء النبی ﷺ کا منہج و اسلوب

سیرت ضیاء النبی جہاں بے شمار خصوصیات کی حامل ہے وہاں اس کا وصف یہ بھی ہے کہ پیر صاحب کوئی واقعہ بیان کرتے ہیں تو صرف واقعہ بیان کرنے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ واقعہ کو بیان کرتے وقت وہ مختلف ذرائع سے استدلال فرماتے ہیں۔ چنانچہ پیر صاحب جب کسی واقعے یا مضمون کو بیان کرتے ہیں تو دل و دماغ اسے فورا قبول کر لیتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جو کچھ اور جس طرح پیش آیا یہی اقتضائے فطرت بھی تھا یہ کیفیت ان کی ہر عبارت میں موجود ہے۔ پیر صاحب نے حالات و واقعات کو بیان کرتے ہوئے قرآن وحدیث کو اولین ماخذ سیرت بنایا ہے اور جا بجا قرآن وحدیث سے استدلال فرمایا ہے۔

قرآن پاک سے استدلال

سیرت رسول ﷺ کے مختلف واقعات کو بیان کرتے ہوئے پیر صاحب قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہیں مثلاً آپ لکھتے ہیں کہ:

بعض تنگ نظر، متعصب مستشرقین نے سرور انبیاء ﷺ کی ان کیفیات کے بارے پڑھا جو نزول وحی کے وقت آپ ﷺ پر طاری ہوتی تھیں تو اپنے خبث باطل کی وجہ سے یہ کہنے لگے کہ یہ صریح یعنی مرگی کے دوروں کی کیفیت ہے۔ پیر صاحب لکھتے ہیں کہ آج بھی ترقی یافتہ ممالک کے ہسپتالوں میں مرگی کے مریض بے شمار ہیں کیا کسی نے کوئی ایسی محیر العقول کتاب لکھی اگر اس کتاب کے کلام الہی ہونے میں کسی کو شک ہے تو تم میں سے جس کا جی چاہے اس جیسی کتاب لکھ کر پیش کرے۔ یہ چیلنج اسلام اور قرآن حکیم کے ہر زمانہ کے ناقدین کے لیے ہے چودہ صدیاں گزر گئیں لیکن آج تک کسی دشمن اسلام کو یہ جرات نہ ہو سکی کہ اس چیلنج کو قبول کرے۔ [8]

اس ضمن میں پیر صاحب مندرجہ ذیل آیت قرآنی سے استدلال کرتے ہیں:

" وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰي عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِه وَادْعُوْا شُهَدَاۗءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ، فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ۔[9]

اور اگر تمھیں شک ہو اس میں جو ہم نے نازل کیا اپنے (برگزیدہ) بندے پر تو لے آؤ ایک سورۃ اس جیسی اور بلا لو اپنے حمایتیوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے۔

معجزات کا ذکر کرتے ہوئے پیر صاحب نے حضور ﷺ کا معجزہ قرآن کے تحت بتایا ہے کہ:

انبیاء سابقین کی بعثت ایک محدود قوم یا قبیلہ کی اصلاح کے لیے اور محدود وقت تک ہوا کرتی تھی اس لیے جو معجزات انہیں عطا فرمائے گئے وہ وقتی تھے ان کے برعکس اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء محمد مصطفی ﷺ کو کسی ایک قوم یا قبیلہ کے لیے یا محدود وقت کے لیے مبعوث نہیں فرمایا بلکہ سرور عالم ﷺ کو تمام بنی نوع انسان کے لیے تا قیامت راہنما بنا کر بھیجا گیا۔[10]

اس پر مصنف نے اس آیت سے استدلال کیا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔[11]

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر لیکن (اس حقیقت کو) اکثر لوگ نہیں جانتے۔

احادیث سے استنباط اور استدلال

پیر کرم شاہ الازہری قرآنی آیات کے ساتھ ساتھ احادیث سے بھی حالات و واقعات کا استنباط کرتے ہیں۔ زیادہ تر احادیث حدیث کی مستند ترین کتب صحیحین سے لی ہیں۔ زیادہ تر ان احادیث کا عربی متن مع اعراب پیش کیا ہے اور ساتھ اردو ترجمہ نہایت دلکش انداز میں کیا ہے تاکہ ایک عام ذہنی سطح کا قاری بھی ان کو پڑھ کر مستفید ہو سکے۔ فترۃ الوحی کا ذکر کرتے ہوئے اس حدیث سے استنباط کیا ہے:

ابْنُ شِهَابٍ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي قِبَلَ السَّمَاءِ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَائَنِي بِحِرَاءٍ قَاعِدٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَجَئِثْتُ مِنْهُ حَتَّى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَجِئْتُ أَهْلِي فَقُلْتُ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَزَمَّلُونِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ إِلَى قَوْلِهِ فَاهْجُرْ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَالرِّجْزَ الْأَوْثَانَ ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ۔[12]

ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی کہ جابر بن عبد اللہ انصاری جب فترہ وحی کی حدیث بیان کر رہے تھے تو انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: دریں اثنا میں (حراء سے واپسی پر وادی میں) چل رہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی۔ میں نے اپنی نگاہیں اوپر اٹھا کر دیکھا تو اچانک مجھے وہ فرشتہ نظر آیا جو حرا میں میرے پاس آیا تھا۔ وہ فرشتہ زمین و آسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اسے اس حالت میں دیکھ کر میں مرعوب سا ہو گیا پھر

میں گھر لوٹ آیا میں نے کہا مجھے چادر اوڑھا دو جب میں چادر اوڑھ کر لیٹا ہوا تھا تو اللہ تعالی نے یہ آیات مجھ پر ناز فرمائیں: يَأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُه قُمْ فَأَنْذِرُه وَرَبَّكَ فَكَبِّرُه وَثِيَابَكَ فَطَهِّرُه وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (اے چادر لپیٹنے والے اٹھیے اور لوگوں کو ڈر یے اوراپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجیے اور اپنے لباس کو پاک رکھیے اور بتوں سے (حسب سابق) دور رہیے۔

قبول روایت میں پیر محمد کرم شاہ کے اصول

واقعات کو بیان کرتے ہوئے پیر صاحب سب سے پہلے اس واقعہ کو قرآن کی رو سے دیکھتے ہیں پھر حدیث کی روسے، اس کے بعد اس واقعہ کو کتب تفسیر، کتب سیر اور کتب تاریخ سے اخذ کرتے ہیں۔ پیر صاحب سیرت رسول ﷺ سے ایک واقعہ بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

میں اپنے اندر ایسا کرنے کی ہمت نہیں پاتا۔ قرآن کریم میں اس موضوع سے متعلق جو آیات ہیں، کتب حدیث وسیرت میں جو معتبر روایات ہیں۔ دفاتر تاریخ میں جو مستند واقعات مندرج ہیں ۔ اس سب کو نظر انداز کر دوں محض اس لیے کہ فلاں مستشرق نے فلاں پروفیسر نے عالمی شہرت کے مالک فلاں مورخ نے ان کو تسلیم نہیں کیا اگر میں ایسا کروں تو اپنے آپ کو اظہار حقیقت میں بخیل، بزدل بلکہ خائن قرار دوں گا البتہ یہ میرا فرض ہے کہ صرف ان احادیث، روایات اور تاریخی وقائع کے ذکر پر اکتفا کروں جن کو ہمارے سلف صالحین نے ہمارے علماء ربانیین نے ، ہمارے اہل تحقیق فضلاء نے اور ہمارے اعلی پایہ کے ثقہ مورخین نے صحیح اور قابل اعتماد قرار دیا ہے ۔ [13]

پیر صاحب نے واقعات سیرت کو بیان کرتے ہوئے مندرجہ بالا اصولوں کو مدنظر رکھا ہے۔ مثلاً:

قبول روایت، بحوالہ آیت قرآنیہ

پیر محمد کرم شاہ سیرت النبی ﷺ کے سلسلہ میں جب کوئی روایت قبول کرتے ہیں تو سب سے پہلے اسے قرآن مجید سے تلاش کرتے ہیں۔ مثلا محفل میلاد کے بارے میں بعض علم ودانش کی غلط اندیشیاں" کے عنوان کے تحت قرآن مجید کی وہ آیت جو محفل میلاد مصطفی ﷺ منانے پر دلالت کرتی ہے، بیان کرتے ہیں۔ مثلا لکھتے ہیں:

بعض مدعیان علم و دانش فرزندان اسلام کے ان مظاہر تشکر و مسرت کو دیکھ کر غصہ سے بے قابو ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالی کے ان شکر گزار بندوں پر طعن تشنیع کے تیروں کی موسلا دھار بارش شروع کر دیتے ہیں کیا ان حضرات نے کبھی اس فرمان الہی کا بدقت نظر مطالعہ فرمایا ہے:

قُلْ بِفَضْلِ ٱللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِۦ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُواْ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ-[14]

(اے حبیب !) آپ فرمایئے یہ کتاب محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے نازل ہوئی ہے۔ 82 پس چاہیے کہ اسی پر خوشی منائیں یہ بہتر ہے ان تمام چیزوں سے جن کو وہ جمع کرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں علم دیا جارہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہو تو منہ بسور کر نہ بیٹھ جایا کرو۔ اپنی ہانڈیوں کو اوندھا نہ کر دیا کرو۔ جو چراغ جل رہا ہے اس کو بھی نہ بجھا دیا کرو کیونکہ یہ اظہار تشکر نہیں بلکہ کفران نعمت ہے۔ ایسانہ کر دو بلکہ " فليفرحوا " خوشی اور مسرت کا مظاہرہ کیا کرو اور یہ بتانے کی قطعاً ضرورت نہیں کہ اظہار مسرت کا کیا طریقہ ہوتا ہے جب دل میں سچی خوشی کے جذبات امڈ آتے ہیں تو اپنے ظہور کے لیے وہ خود راستہ پیدا کر لیا کرتے ہیں۔[15]

قبول روایت بحوالہ حدیث

کوئی بھی روایت بیان کرتے ہوئے پیر کرم شاہ الازہری نصوص قرآنی کے بعد اسے حدیث کی رو سے بھی دیکھتے ہیں۔ مثلا: یہ ثابت کرنے کے لیے کہ کعبہ شریف کے پہلے معمار سیدنا ابراہیم ہیں اور مسجد حرم پہلی مسجد ہے۔ مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ پیش کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي ذَرّرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلَ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُونَ سَنَةً -[16]

حضرت ابوذر نے عرض کی یارسول اللہ سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی فرمایا مسجد حرام۔ پھر عرض کی اس کے بعد فرمایا مسجد اقصیٰ پھر پوچھا ان کے درمیان کتنا عرصہ گزرا فرمایا چالیس سال۔

روز محشر رسول اللہ ﷺ کی عزت افزائیوں کی تصریح مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ سے کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَأُكْسَى الْحُلَّةَ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ أَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ يَقُومُ ذَلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِي»[17]

حضرت ابو ہریرہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں حضور نے فرمایا سب سے پہلے میری قبر شریف کھلے گی اور میں باہر آؤں گا۔ مجھے جنت کی پوشاکوں سے ایک خلوت پہنائی جائے گی۔ پھر میں عرش الہی کی دائیں طرف کھڑا ہوں گا۔ میرے علاوہ کسی کو اس مقام پر کھڑا ہونے کا شرف نصیب نہیں ہو گا۔

پیر صاحب نے کچھ روایات کا رد بھی کیا ہے۔ مثلاً:

قباء میں حضور ﷺ کے مدت قیام کے سلسلہ میں پیر صاحب نے امام ابن اسحاق، موسی بن عقبہ اور واقدی کا رد کیا ہے اور صحیح بخاری کی حدیث کو قبول کیا ہے جس کے مطابق حضور ﷺ نے قباء میں دس شب سے چند روز زیادہ قیام کیا۔ پیر صاحب صحیح بخاری کی اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ سند کے اعتبار سے یہی روایت قابل اعتماد ہے۔[18]

پیر صاحب کا اصول قبول روایت کے سلسلہ میں تو یہ ہے کہ اسی روایت کو قبول کیا ہے جو سند کے اعتبار سے معتبر ہو لیکن پیر صاحب بعض مقامات پر اپنے اس اصول سے انحراف کرتے نظر آتے ہیں مثلاً: ہجرت مدینہ کے وقت کا فرجب حضور ﷺ کو تلاش کرتے ہوئے غار ثور تک پہنچے تو اللہ کی قدرت سے غار کے دہانے کے قریب ایک خار دار درخت اُگ آیا اور غار کے دہانے کے قریب جنگلی کبوتروں کے ایک جوڑے نے گھونسلہ بنالیا اور وہاں انڈے بھی دے دیے۔ یہاں پیر صاحب کبوتروں کے انڈے والی روایت کو قبول کرتے ہیں حالانکہ اس روایت کے راویوں میں سے ایک راوی ابو مصعب عبد السلام بن حفص ہیں جو کہ ضعیف ہیں۔ لیکن پیر صاحب اس کو قبول کرتے ہیں اور وجہ یہ لکھتے ہیں کہ:

یہ واقعہ ایک روایت میں مذکور نہیں بلکہ متعدد روایتوں میں مذکور ہے اور حافظ ابن کثیر جیسے نقاد حدیث نے اسے حسن کہا ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے ان انتظامات میں شمار کیا ہے جو اس نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو کفار کے کر فریب سے بچانے کے لیے فرمائے۔[19]

یہاں ایک بات بتاناضروری ہے کہ ابن کثیر کے بارے پیر صاحب کا کہنا ہے کہ جن روایات کے بارے میں ابن کثیر جیسے محقق نے کوئی طعن نہیں کیا بلکہ سکوت اختیار کیا ہے ان کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں اور ان کی صداقت کے بارے میں کوئی شک نہیں۔

قبول روایت بحوالہ کتب تفاسیر

کتب تفاسیر جو ایک اہم ماخذ سیرت ہے۔ پیر صاحب نے کتب احادیث کے بعد کتب تفاسیر سے روایات کو قبول کیا ہے۔ مثلاً:
حضور ﷺ کے اخلاق و کردار پر حملے" کے عنوان کے تحت قرآنی آیت نقل کرتے ہیں:

وَ إِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيم ۔[20]

اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں۔

اس کی وضاحت ضیاء القرآن سے کرتے ہیں:

یوں تو ایک چھوٹا سا جملہ ہے لیکن اس میں کلام خداوندی کا جلال و جمال اپنے پورے جوبن پر نظر آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے کردار کے ان گنت خوبیوں کی تعبیر کے لیے جو لفظ استعمال کیا ہے وہ لفظ "خلق" ہے۔ امام رازی خلق کا مفہوم بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں:

" الخلق ملكة نفسانية يسهل على المتصف بها الاتيان بالافعال الجميلة۔ یعنی خلق، نفس کے اس ملکہ اور استعداد کو کہتے ہیں جس میں وہ پایا جائے اس کے لیے افعال جمیلہ اور خصال حمیدہ پر عمل پیرا ہونا آسان اور سہل ہو جائے (کبیر) پھر فرماتے ہیں کسی اچھے اور خوبصورت فعل کا کرنا الگ چیز ہے، لیکن اس کو سہولت اور آسانی سے کرنا الگ چیز ہے۔ کوئی کام خلق اسی وقت کہلائے گا جب اس کے کرنے میں تکلف سے کام لینے کی نوبت نہ آئے (کبیر) یعنی جس طرح آنکھ بے تکلف دیکھتی ہے، کان بے تکلف سنتے ہیں، زبان بے تکلف بولتی ہے اسی طرح سخاوت،

شجاعت، حیا، حق گوئی، تقویٰ وغیرہ تجھ سے کسی تردد اور توقف کے بغیر صدور پذیر ہونے لگیں تو اس ووقت ان امور کو تیرے اخلاق شمار کیا جائے گا۔[21]

يسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۔[22]

اے سید (عرب و عجم) قسم ہے قرآن حکیم کی بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں۔

اس کے متعلق پیر صاحب مختلف علماء کے اقوال نقل کرنے کے بعد روح المعانی سے لکھتے ہیں:

الله تعالیٰ المعطی وانا القاسم فمنزلته (صلی الله علیه وآله وسلم) من العالم باسره بمنزلة القلب من البدن فما الطف افتتاح قلب القرآن بقلب الا کو ان([23])۔ ترجمہ: حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: " دینے والا اللہ تعالیٰ اور بانٹنے والا میں ہوں "۔ اس حدیث پاک کے مطابق کائنات کے جسم میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دل کی مانند ہیں اور سورۃ یاسین قرآن کریم کا دل ہے تو کتنا لطیف اور پیارا آغاز ہے اس سورت کا کہ قرآن کے دل کو ساری کائنات کے دل کے ذکر سے شروع کیا جارہا ہے۔

قبول روایت سیرت بحوالہ کتب سیرت

پیر محمد کرم شاہ الازھری نے واقعات سیرت کو بیان کرتے ہوئے قرآن، حدیث اور کتب تفاسیر کے علاوہ متقدمین کی کتب سیرت پر بہت زیادہ اعتماد کیا ہے۔ کوئی واقعہ ایسا نہیں جس کی تصریح پیر صاحب نے متقدمین کی کتب سیرت سے نہ کی ہو۔ پیر صاحب نے نہ صرف ان کتابوں پر اعتماد کیا ہے بلکہ ان کے مآخذ پر بھی نظر رکھی ہے اور انتہائی مستند مآخذ پر مبنی کتب سے استدلال کیا ہے۔ پیر صاحب نے زیادہ تر ان کتابوں میں مذکور احادیث کو لیا ہے اور احادیث کے بنیادی ذرائع پر جانے کی بجائے انہی کتب سے احادیث نقل کی ہیں۔ یہ پیر صاحب کا ان کتب پر بے حد اعتماد کا ثبوت ہے۔ پیر صاحب نے ان کتابوں کے مصنفین کی تحقیق سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے اور جابجا ان کتب سے اقتباسات نقل کیے ہیں۔ پیر صاحب نے عربی اور اردو قدیم اور جدید ہر طرح کی کتب سیرت سے استدلال کیا ہے۔ عربی کتب سے جو اقتباسات لیے ہیں زیادہ تر عربی متن میں ہی نقل کیے ہیں۔

پیر صاحب نے بہت سی کتب سے استدلال فرمایا ہے۔ اختصار کے پیش نظر چند مثالیں درج ذیل ہیں:

سرور عالم ﷺ کی قبا میں تشریف آوری کے موقع پر انصار وفا شعار کی مسرت و شادمانی کا ذکر کرتے ہوئے مدارج النبوت سے اقتباس لیتے ہیں:

یہودی" گفت اینك مقصد و مقصود شمادر رسید مسلمانان سلاح هائے خود را برداشته باستقبال اجلال آن سرور برآمدند و بالائے حره ملاقات کردند و مبارك باد گفتند و شاد بها نمودند ودند و جوانان و کو دکان وزنان و مردان خورد بزر" جاء رسول الله جاء نبی الله »[24]

جب ٹیلہ پر کھڑے ہو کر یہودی نے اعلان کیا اے مسلمانو! تمہارا مقصد و مقصود تشریف لے آیا ہے۔ مسلمانوں میں مسرت و شادمانی کی ایک لہر دوڑ گئی اپنے ہتھیاروں کو لیے ہوئے سرور کائنات کے استقبال کے لیے بھاگے چلے آرہے تھے حرہ کے میدان میں ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔ ایک دوسرے کو مبارکبادیں دے رہے تھے طرح طرح سے خوشیوں کا اظہار کر رہے تھے جوان اور بچے ،عورتیں اور مرد چھوٹے اور بڑے سب نعرہ لگا رہے تھے۔ جاء رسول اللہ جاء نبی اللہ کہ اللہ کے رسول تشریف لے آئے ہیں اللہ کے نبی تشریف لے آئے ہیں۔

قبول روایات سیرت بحوالہ کتب تاریخ

پیر صاحب نے کتب احادیث، کتب تفاسیر، متقدمین کی کتب سیرت اور متفرق کتب کے علاوہ کتب تاریخ، جو سیرت کا ایک اہم ماخذ ہیں سے بھی روایات کو قبول کیا ہے اور ان روایات کو اپنی کتاب میں درج کیا ہے مثلاً:

نسب پاک سید لولاک ﷺ کے ضمن میں سیدنا ابراہیم کا نسب نامہ تاریخ طبری سے لیتے ہیں:

وھو ابراھیم بن تارخ بن ناحوربن ساروغ بن أرغوا بن فالغ بن عابربن شالخ بن قینان بن ارفخشد بن سام بن نوح علیه السلام-[25]

بالواسطہ قبول روایت

ضیاء النبی ﷺ میں پیر صاحب نے بعض روایات کو بالواسطہ لیا ہے یعنی ان کو تفاسیر یا دوسری متفرق کتابوں سے لے کر درج کر دیا گیا ہے۔ مثلاً:

یا رب ائذن لي فیمن قال لا إله إلا الله قال لیس ذلك إلیك ولكن وعزتي وكبریائي وعظمتي وجبریائي لأخرجن من النارمن قال لا إله إلا الله -[26]

اے میرے پروردگار مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ ہر اس شخص کو جنت میں پہنچاؤں جس نے لا الہ الا اللہ کیا ہے ،اللہ تعالی فرمائیں گے اے حبیب! یہ میرا کام ہے مجھے اپنی عزت کی قسم ، اپنی عظمت کی قسم، اپنے جبر و قہر کی قسم! میں راس شخص کو آتش جہنم سے نکال لوں گا جس نے کہالا الہ الا اللہ ۔

کے بارے میں لکھتے ہیں:

یہ حدیث شفاعت صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر کتب حدیث میں بالتفصیل مذکور ہے۔ میں نے یہ حدیث الشفا بتعریف حقوق المصطفی للقاضی عیاض کی جلد اول مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت سے نقل کی ہے۔ [27]

اسی طرح حضور ﷺ کے نسب عالی کے بارے میں ترمذی کی حدیث بھی الشفاء سے اخذ کی ہے:

إن الله اصطفى من ولد إبراهیم إسماعیل واصطفى من ولد إسماعیل بني كنانة واصطفى

من بني كنانة قريشا واصطفى من قريش بني هاشم واصطفاني من بني هاشم-[28]

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی اولاد سے حضرت اسماعیل کو چنا۔ حضرت اسماعیل کی اولاد سے بنی کنانہ کو چنا۔ بنی کنانہ سے قریش کو چنا اور قریش سے بنی ہاشم کو چنا اور بنو ہاشم سے مجھے چن لیا۔

پیر صاحب لکھتے ہیں:

امام ترمذی نے یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا: وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔ یہ حدیث صحیح ہے اس میں کوئی شک نہیں۔[29]

لیکن فٹ نوٹ میں حوالہ الشفاء کا دیا ہے۔ ضیاء النبی ﷺ میں بلواسطہ اخذ روایت کی بے شمار مثالیں ہیں۔

قبول روایات سیرت بحوالہ اشعار

پیر صاحب نے سیرت نگاری کا جو انداز اختیار کیا ہے اس نے سیرت نگاری کا حق ادا کر دیا ہے۔ واقعات سیرت کو بیان کرتے ہوئے انھوں نے اشعار کا سہارا بھی لیا ہے۔ آپ نے قدیم اور جدید عربی اور فارسی ہر دو کے اشعار کو بر وقت اور بر محل استعمال کر کے ضیاء النبی ﷺ کے حسن کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ اس سے جہاں قاری کو سیرت رسول ﷺ کے ہر پہلو کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے وہاں اس کے ادبی ذوق کی تسکین بھی ہوتی ہے۔ شاعری عربوں کا دیوان رہی ہے اور اپنے مافی الضمیر کی ادائیگی کے لیے عرب شاعری کا بکثرت استعمال کرتے تھے۔ پیر صاحب نے اس روایت کو برقرار رکھتے ہوئے واقعات کی مناسبت سے اپنی کتاب میں جابجا عربی اور فارسی اشعار استعمال کیے ہیں۔ پیر صاحب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ انھوں نے عربی و فارسی اشعار کا سادہ اور دلنشیں اردو ترجمہ بھی پیش کیا ہے تاکہ قاری ان اشعار سے صحیح معنوں میں لطف اندوز ہو سکے۔ مثلاً:

حضرت آمنہ اپنے فرزند ارجمند حضور ﷺ کو ساتھ لے کر جب اپنے شوہر کے مرقد کی زیارت کے لیے گئیں تو واپسی پر مقام ابواء پر ان کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ آپ نے اپنی بالیں مبارک کے قریب جب اپنے فرزند کو دیکھا تو یہ اشعار پڑھے:

ان صح ما أبصرت في المنام

فأنت مبعوث إلى الأنام ... تبعث في الحل وفي الحرام

تبعث في التحقيق والإسلام ... دين أبيك البر إبراهام

فالله أنهاك عن الأصنام ... أن لا تواليها مع الأقوام-[30]

یعنی میں نے جو خواب میں دیکھا ہے اگر وہ صحیح ہے تو آپ ﷺ تمام لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجے جائیں گے حل اور حرام سب جگہ آپ نبی ہوں گے آپ کو اپنے باپ ابراہیم کے دین اسلام پر مبعوث کیا جائے گا۔ میں آپ کو بتوں سے خدا کا واسطہ دے کر روکتی ہوں کہ آپ دوسری قوموں کے ساتھ مل کر ان کی دوستی نہ کریں۔

حضور ﷺ ہجرت کر کے جب قبا سے یثرب پہنچے تو وہاں کی بچیوں نے دفیں بجا کر آپ کی یہ کا استقبال کیا اور یہ شعر گائے:

طلع البدر علينا ... من ثنيات الوداع

وجب الشکر علینا ... ما دعا للّٰہ داع

أیها المبعوث فینا ... جئت بالأمر المطاع ۔[31]

ثنیات الوداع (وہ چوٹی جہاں مہمانوں کو الوداع کہی جاتی ہے) سے چودھویں کے چاند نے ہم پر طلوع فرمایا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو پکارنے والا اس کو پکارتا رہے گا ہم پر لازم ہے کہ ہم اس نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اے ہمارے پاس نبی بن کر تشریف لانے والے آپ اس طرح تشریف لے آئے ہیں کہ آپ کے ہر حکم کی اطاعت کی جائے گی۔

رحمت عالم ﷺ کی ہجرت کی وجوہات اور حکمتیں بیان کرتے ہوئے علامہ اقبال کی کتاب رموز بے خودی کے ان اشعار سے استدلال فرمایا ہے:

عقدہ قومیت مسلم کشود

از وطن آقائے ما ہجرت نمود

ہمارے آقا ﷺ نے اپنے وطن سے ہجرت فرما کر مسلمان قومیت کے عقدہ کی گرہ کھول دی۔

حکمتش یک ملت گیتی نورد

بر اساس کلمہ تعمیر کرد۔[32]

حضور ﷺ کی حکمت نے کلمہ توحید کی بنیاد پر ایک ایسی ملت تعمیر فرمائی جو عالمگیر تھی۔

غرضیکہ موقع و محل کے مطابق روایات کے استدلال کے لیے عربی و فارسی اشعار کا حسین انتخاب پیر صاحب کے حسن ذوق کا مظہر ہے۔ اس سے نہ صرف آپ کے علمی مرتبہ کا اظہار ہوتا ہے بلکہ آپ کی ادب پر گہری نظر اور فنون لطیفہ سے دلچسپی پر بھی دلالت کرتا ہے۔

قبول روایات سیرت بحوالہ سابقہ کتب آسمانی

سابقہ آسمانی کتب میں حضور ﷺ کے محامد و کمالات کا ذکر خیر ہے یا نہیں؟ اس بارے میں پیر صاحب لکھتے ہیں کہ:

اس وقت عیسائیوں کے پاس چار انجیلیں ہیں جن کو مستند قرار دیا گیا ہے۔ انجیل متی، انجیل مرقس، انجیل لوقا، انجیل یوحنا ان میں سے کوئی انجیل بھی 70ء سے پہلے مدون نہیں ہوئی۔ جن لوگوں نے انہیں مرتب کیا وہ حضرت عیسی کے صحابہ نہ تھے اور نہ ہی انھوں نے نصرانیت کو قبول کیا تھا۔ ان کے مرتب کرنے والوں نے یہ بھی نہیں بتایا کہ یہ اناجیل ان تک کیسے پہنچیں ہیں۔ ان کے اصل نسخے جو سریانی زبان میں لکھے گئے تھے ان کا سراغ تک نہیں ملتا تا کہ ان تراجم کا اصل کے ساتھ موازنہ کیا جاسکے۔ ان سریانی اناجیل کا بعد میں یونانی زبان میں ترجمہ کیا گیا ان تراجم کا بھی کوئی اصلی نسخہ موجود نہیں سب سے قدیم یونانی ترجمہ چوتھی صدی کا لکھا ہوا ہے۔

آگے لکھتے ہیں:

جہاں صورت حال یہ ہو وہاں آپ بآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اناجیل کیا سے کیا بن گئی ہوں گی اور ان میں کس طرح کے تصرفات راہ پا چکے ہوں گے اس لیے اگر ایسی انجیلوں میں یہ بشارت نہ ملے تو قرآن پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا لیکن اللہ تعالی کی شان ملاحظہ ہو کہ تحریف و بگاڑ کے سیلاب کے باوجود جو صدیوں موجزن رہا اب بھی بڑی صریح عبارتیں موجود ہیں جن میں حضور ﷺ کی آمد کے بارے پیشین گوئیاں کی گئی ہیں یہاں بطور نمونہ انجیل کی چند آیتیں پیش کی جاتی ہیں۔[33]

اس سلسلہ میں انجیل یوحنا کی آیت نمبر16، 17اور 21 نقل کرتے ہیں:

اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے اور میں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔[34]

مددگار کے لفظ پر بائبل کے حاشیہ میں یاد وکیل یا شفیع بھی تحریر ہے۔

اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ سے اس کا کچھ نہیں[35]

مغربی مصنفین کی کتب سے قبول روایات سیرت

قبول روایت میں پیر صاحب نے مغربی مصنفین کی کتب سے بھی استفادہ کیا ہے مثلاً ایران میں مذہبی تعصب کی تباہ کاریاں بیان کرتے ہوئے مغربی مصنف کی کتاب ایج آف فیتھ سے استدلال کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

خسرو پرویز نے اپنی پے در پے فتوحات کے باعث مغرور ہو کر عیسائیت کے خلاف پھر مقدس جنگ کا اعلان کیا۔ چھبیس ہزار یہودی اس کی فوج میں شامل ہو گئے۔ ۶۱۴ء میں ایران اور یہودیوں کے متحدہ لشکر نے یروشلم پر حملہ کر دیا اور نوے ہزار عیسائیوں کو تہ تیغ کر دیا۔ سارے شہر کو بڑی بے دردی سے لوٹا یروشلم کے بہت سے کلیسا جن میں کلیت القیامتہ بھی شامل تھا۔ ان کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا گیا اور وہ اصل صلیب جو عیسائی دنیا کی مقدس ترین چیز ہے ایرانی اسے بھی اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے۔[36]

حضور ﷺ کے اخلاق و کردار پر حملے پر لکھتے ہوئے منٹگمری واٹ کی کتاب کا اقتباس لیا ہے:

"In his day and generation he was a social reformer, even a reformer in the sphere of morals.[37]

اپنے زمانے میں محمد ﷺ ایک سماجی مصلح تھے اور آپ کی اصلاحات کا دائرہ اخلاقی پہلو کو بھی محیط ہے۔

مخالفین کے قلم سے آپ ﷺ کی عظمت کے اعتراضات کی چند جھلکیاں پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" and established a religious and social framework for the life of a sixth of the human race today. This is not the work of a traitor or a lecher.[38]

محمد ﷺ نے ایک روحانی اور سماجی نظام قائم کیا جو آج کی ترقی یافتہ دنیا کے چھٹے حصے کی راہنمائی کر رہا ہے۔ یہ کام کسی دھوکے باز عیاش شخص کا نہیں ہو سکتا۔

قبول روایات سیرت بحوالہ عرب دستور

قبول روایت میں پیر کرم شاہ الازہری کا ایک اصول ضیاء النبی ﷺ کے مطالعہ سے اخذ ہوتا ہے کہ آپ عرب دستور سے بھی روایت کو قبول کرتے ہیں۔ مثلاً:

رسول اللہ ﷺ کی رضاعت کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ:

> سب سے پہلے حضرت آمنہ نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا پھر ثوبیہ اور اس کے علاوہ متعدد خواتین نے بھی حضور ﷺ کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی خولہ بنت منذر، ام ایمن، حلیمہ سعدیہ اور بنی سعد کی ایک اور خاتون نے آپ کو دودھ پلایا لیکن حلیمہ سعدیہ کے حصہ میں یہ شرف سب سے زیادہ آیا انہوں نے دو سال تک آپ ﷺ کو دودھ پلایا۔"

آگے لکھتے ہیں:

> قریش اور دیگر رؤسا کے ہاں یہ رواج تھا کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے والیوں کے حوالے کرتے تھے۔[39]

روایات کا درایتاً جائزہ

ضیاء النبی ﷺ میں پیر صاحب کا ایک اسلوب جو ان کو دوسرے سیرت نگاروں سے ممتاز کرتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ روایات کا درایتی جائزہ بھی لیتے ہیں۔ یعنی پیر صاحب کسی مسئلے کو لیتے ہیں اس کو قرآن، حدیث کی رو سے دیکھتے ہیں پھر اس کو کتب تفاسیر، متقدمین کی کتب سیرت اور دیگر متفرق کتب سے دیکھتے ہیں اور اپنے موقف کو درست ثابت کرتے ہیں۔ اگر کسی واقعہ میں کسی کو کوئی اختلاف ہے اور پیر صاحب اس سے متفق نہیں تو قرآنی آیات واحادیث اور مدلل بحث کے بعد اس اختلاف کو دور کرتے ہیں اور اس بارے میں ابہام کو ختم کرتے ہیں۔ عقلی اور نقلی دلائل سے اپنے مؤقف کی حمایت کرتے ہیں۔ مثلاً: رسول اکرم ﷺ کی تاریخ ولادت کے سلسلہ میں بیان کرتے ہیں کہ:

> اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت کا دن سوموار ہے اور اس بات پر بھی علماء کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی البتہ ماہ ربیع الاول کی کون سی تاریخ تھی اس بارے میں علماء کے متعدد قول ہیں۔

اس کے بعد پیر صاحب نے امام ابن جریر طبری، جو فقید المثال مفسر، بالغ نظر مورخ ہیں، کی تحقیق بیان کی ہے۔ جن کے مطابق رسول کریم ﷺ کی ولادت سوموار کے دن، بارہ ربیع الاول شریف عام الفیل میں ہوئی۔ اس کے بعد فلسفہ تاریخ کے موجد علامہ ابن خلدون کی تحقیق پیش کی ہے ان کے مطابق بھی رسول کریم ﷺ کی ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول، عام الفیل اور نوشیرواں کی حکمرانی کے

چالیسویں سال ہوئی۔ اس کے بعد مشہور سیرت نگار ابن ہشام، امام محمد بن اسحاق، علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی، دور حاضر کے سیرت نگار محمد الصادق ابراہیم عرجون اور علامہ محمد رضا کی تحقیق پیش کرتے ہیں اور ان کی کتب سے روایت کرتے ہیں کہ ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ اس کے بعد پیر صاحب نے وہ روایات بیان کی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کی تاریخ ولادت بارہ ربیع الاول کے علاوہ ہے۔ مثلاً:

علامہ ابن جوزی کی تحقیق پیش کی انہوں نے ولادت حضور ﷺ کے مطابق تین قول نقل کیے ہیں یعنی ربیع الاول کی دو، دس اور بارہ تاریخ۔ اسی طرح ابن سید الناس کی تحقیق عیون الاثر سے پیش کی ہے۔ ان کے مطابق تاریخ ولادت بارہ ربیع الاول ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ بعض نے کہا ہے کہ واقعہ فیل کے پچاس روز بعد حضور ﷺ کی ولادت ہوئی۔ انہوں نے ربیع الاول کے دو اور آٹھ تاریخ کے قول نقل کیے ہیں۔ اس کے بعد پیر صاحب نے علامہ ابن کثیر کی السیرۃ النبویہ سے روایت کی ہے۔ ان کے مطابق حضور ﷺ کی ولادت با سعادت سوموار کے روز بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ انھوں نے اس ماہ کی دو تاریخ، آٹھ اور دس تاریخ کارد کیا ہے اور سترہ تاریخ کے بارے میں کہا ہے کہ وہ بالکل غلط اور بعید از حق ہے۔ پھر انھوں نے بارہ ربیع الاول پر مبنی ایک روایت ابن ابی شیبہ سے روایت کی ہے جو انہوں نے عفان، سعید بن میناء، جابر اور ابن عباس سے روایت کی ہے۔

پیر صاحب اس روایت کا درایتا اس طرح سے جائزہ لیتے ہیں کہ اس کے پہلے راوی ابو بکر بن شیبہ ہیں۔ ان کے بارے میں ابوزرعہ رازی متوفی ۲۶۴ھ کہتے ہیں کہ:

> میں نے ابو بکر بن شیبہ سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں دیکھا۔ محدث ابن جبان فرماتے ہیں ابو بکر عظیم حافظ حدیث تھے۔ دوسرے راوی عفان ہیں ان کے بارے میں محدثین کی رائے ہے کہ عفان ایک بلند پایہ امام ثقہ صاحب ضبط واتقان ہیں۔ تیسرے راوی سعید بن مینار ہیں انکا شمار بھی ثقہ راویوں میں ہوتا ہے۔ یہ صحیح الاسناد روایت دو جلیل القدر صحابہ حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے۔

مرفوع روایت کی موجودگی میں کسی مؤرخ یاماہر فلکیات کا یہ کہنا کہ بارہ ربیع الاول تاریخ ولادت نہیں ہر گز قابل تسلیم نہیں۔

اس کے بعد پیر صاحب لکھتے ہیں کہ:

> مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی جوفن تقویم کے ماہر ہیں۔ اہل حدیث کے مشہور عالم نواب سید محمد صدیق حسن خان اور علماء دیو بند کے مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع کے مطابق بھی تاریخ ولادت مصطفی ﷺ بارہ ربیع الاول ہے۔

اس کے بعد پیر صاحب لکھتے ہیں کہ:

> بر صغیر پاک و ہند کے بعض سیرت نگاروں نے محمود پاشا فلکی کے حوالے سے لکھاہے کہ بارہ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں تھا بلکہ پیر کا دن نو ربیع الاول کو بنتا ہے لہذا نو تاریخ صحیح ہے لیکن دلچسپ صورت حال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے اصلی وطن کا بھی علم نہیں۔

علامہ شبلی نعمانی اور قاضی سلیمان منصور پوری نے محمد پاشا کو مصر کا باشندہ لکھا ہے۔ مفتی شفیع صاحب انہیں مکی لکھتے ہیں۔ مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی نے انہیں قسطنطنیہ کا مشہور بیت دان اور منجم بتایا ہے۔

پیر صاحب کہتے ہیں کہ:

> مجھے بڑی کوشش کے باوجود محمود پاشا کی کتاب یا رسالہ نہیں مل سکا، البتہ معلوم ہوا کہ پاشا فلکی کا اصل مقالہ فرانسیسی زبان میں تھا جس کا ترجمہ سب سے پہلے احمد زکی آفندی نے نتائج الافہام کے نام سے عربی میں کیا۔ مولوی سید محی الدین خان جج ہائی کورٹ حیدر آباد نے اس کا اردو ترجمہ کیا اور ۱۸۹۸ء میں نولکشور پریس نے شائع کیا لیکن اب یہ ترجمہ نہیں ملتا۔

محمود پاشا فلکی نے اگر علم فلکیات کی مدد سے تحقیقات کی بھی ہیں تو صحابہ کرام، تابعین اور دیگر قدماء کی روایات کو جھٹلانے کے لیے ان پر انحصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں کیونکہ سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی۔ پیر صاحب لکھتے ہیں:

> یہ معاملہ غور طلب ہے کہ سن ہجری کا استعمال حضرت عمر فاروق کے دور میں شروع ہوا اور پہلی مرتبہ یوم الخمیس 20 جمادی الاول 17ھ، 17 جولائی 638ء کو مملکت اسلام میں اس کا نفاذ ہو۔ اس کے بعد تاریخی ریکارڈ ملتا ہے لیکن اس سے پہلے کا تقویمی ریکارڈ دستیاب نہیں اور بعثت نبوی سے قبل عرب میں کوئی باقاعدہ کیلنڈر رائج نہیں تھا۔ عرب اپنی مرضی سے مہینوں میں ردوبدل کر لیا کرتے تھے اور بعض اوقات سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنا دیا کرتے تھے۔ قمری سال کے بارہ مہینوں میں کمینہ کا ایک اور مہینہ بڑھا دیا جاتا تھا۔ ظاہر ہے کہ اعلان نبوت سے قبل نسیئی کی جاتی رہی لیکن ہمیں اس بات کا علم نہیں ہو سکتا کہ کس سال میں نسیئی کی گئی۔

پیر صاحب کہتے ہیں کہ:

> محمود پاشا سے پہلے بھی لوگوں نے نجوم کے حسابات سے یوم ولادت معلوم کرنے کی کوشش کی۔ علامہ قسطلانی لکھتے ہیں اہل زیچ کا اس قول پر اجماع ہے کہ آٹھ ربیع الاول کو پیر کا دن تھا س کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو شخص بھی علوم نجوم اور ریاضی کے ذریعے حساب لگا کر تاریخ نکالے گا مختلف ہو گی۔ اس لیے ہمیں قدیم سیرت نگاروں محدثین، مفسرین، تابعین اور صحابہ کرام کی بات ماننا پڑے گی۔ اس ساری بحث سے پیر صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ صاحب لولاک محمد مصطفی احمد مجتبی ﷺ 12 ربیع الاول عام الفیل پیر کے دن صبح کے وقت اس دنیا میں تشریف لائے۔ [40]

اس طرح پیر صاحب کی تحقیق سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ محض تقویمی علم کی بنیاد پر کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ قدیم سیرت نگاروں محدثین، مفسرین، تابعین اور متقدمین ومتاخرین کی تحقیقات کی روشنی میں طے ہو چکا ہے کہ ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول بروز دوشنبہ عام الفیل کو ہوئی۔

حوالہ جات ومصادر ومراجع

جہاں تک حوالہ جات کی تعداد کا تعلق ہے تو جس قدر حوالہ جات پیر صاحب نے اکٹھے کیے ہیں کسی اور سیرت نگار نے نہیں کیے مثلاً " الرحیق المختوم جو کہ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے زیر اہتمام منعقدہ سیرت نگاری کے عالمی مقابلہ میں اول انعام یافتہ کتاب ہے، اس میں کتابیات کی تعداد 60 ہے جبکہ ضیاء النبی ﷺ کے مآخذ ومصادر کی تعداد 236 ہے اور ان کتب میں کوئی ایک بھی غیر مستند نہیں ہے۔ یہ اس کتاب کی ثقاہت میں بڑا اہم ثبوت ہے۔

---

[1] گل محمد فیضی، **ابر کرم**(لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 2002ء)،14۔

Gul Muhammad Faizi, Abar e Karam (Lahore: Zia ul Quran Publications, 2002 AD),14.

[2] سید قاسم محمود، **شاہکار انسائیکلوپیڈیا**(لاہور: الفیصل ناشران، جولائی 2014)،794۔

Syed Qasim Mehmood, Shahkar Encyclopedia (Lahore: Alfaisal Publishers, July 2014), 794.

[3] پروفیسر حافظ احمد بخش، **جمال کرم**(لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، دسمبر 2011)،89۔

Prof. Hafiz Ahmed Bukhsh, Jamal Karam (Lahore: Zia ul Quran Publications, December 2011),89.

[4] ایضاً،749۔

Ibid.,749.

[5] ایضاً،760۔

Ibid.,760.

[6] پیر محمد کرم شاہ الازہری، **ضیاء النبی ﷺ**(لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 1420ھ)،1:489۔

Pir Muhammad Karam Shah Alazhari, Zia Un Nabi ﷺ(Lahore: Zia ul Quran Publications, 1420),1:489.

[7] ایضاً،1:3۔

Ibid.,1:3.

[8] ایضاً،3:200۔

Ibid.,3:200.

[9] القرآن،2:23-24۔

Al Quran, 2:23-24.

[10] پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ،5:640۔

Pir Muhammad Karam Shah Alazhari, Zia Un Nabi ﷺ, 5:640.

[11] القرآن،34:28۔

Al Quran, 34:28.

---

12 محمد بن اسماعیل بخاری، **الجامع الصحیح** (مصر: بالمطبعة الکبری الأمیریة، 1311ھ)، حدیث:04، 1:7۔

Muhammad bin Ismail Bukhari, Aljamei Alsahih (Eygpt: al Kubra al ameeria Publishers, 1311H), Hadith:4, 1:7.

13 پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ، 1:489۔

Pir Muhammad Karam Shah Alazhari, Zia Un Nabi ﷺ,1:489.

14 القرآن، 10:58۔

Al Quran,10:58.

15 پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ، 2:46۔

Pir Muhammad Karam Shah Alazhari, Zia Un Nabi ﷺ,2:46.

16 بخاری، **الجامع الصحیح**، حدیث:3366، 4:145۔

Bukhari, Aljamei Alsahih, Hadith:3366, 4:145.

17 محمد بن عیسی الترمذي، **السنن الترمذی** (مصر: شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابي الحلبی، الطبعة: الثانیة، 1395ھ)، حدیث: 3611، 5:586۔

Muhammad Bin Essa Al Tirmazi, Alsunnan Al Tirmazi (Eygpt: Mustafa Babi Halbi Publishers, 2nd Edition, 1395H), Hadith: 3611, 5:586.

18 پیر محمد کرم شاہ، **ضیاء النبی ﷺ**، 3:111۔

Pir Muhammad Karam Shah Alazhari, Zia Un Nabi ﷺ,3:111.

19 ایضاً، 3:67۔

Ibid.,3:67.

20 القرآن، 68:4۔

Al Quran, 68:4.

21 پیر محمد کرم شاہ، **ضیاء النبی ﷺ**، 5:331۔

Pir Muhammad Karam Shah Alazhari, Zia Un Nabi ﷺ,5:331.

22 القرآن، 36:1-2۔

Al Quran, 36:1-2.

23 محمود بن عبد اللہ الآلوسي، **روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم** (بیروت: دار الکتب العلمیة، 1415ھ)، 12:209۔

Mehmood bin Abdullah Aloosi, Rooh ul Maani fi Tafseer al Quran ul Azeem(Beroot: Dal al kutab al ilmia, 1415H), 12:209.

24 شاہ عبد الحق محدث دہلوی، **مدارج النبوت** (گجرات: مرکز اہل سنت برکات رضا، س-ن)، 2:63۔

Shah Abdul Haq Muhaddis Dehlvi, Madaraj al Nubuwat (Gujrat: Makaz Ahle Sunnat Barkat Raza), 2:63.

25 محمد بن جریر الطبري، **تاریخ الرسل والملوک** (بیروت: دار التراث، 1387ھ)، 1: 233۔

Muhammad bin Jareer Altabri, Tarikh al Russal walmalook (Beroot: Dar al Turas, 1987 H). 1:233.

26 قاضی عیاض بن موسی، **الشفا بتعریف حقوق المصطفی** (بیروت: دار الفکر، 1409ھ)، 1:221۔

Qazi Ayyaz bin Moosa, Alshifa batarif Haqoq ul Mustafa (Beroot: Dar al Fikar, 1409H), 1:221.

[27] پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ، 244:5۔

Pir Muhammad Karam Shah Alazhari, Zia Un Nabi ﷺ,5:244.

[28] قاضی عیاض، الشفا بتعریف حقوق المصطفی، 82:1۔

Qazi Ayyaz bin Moosa, Alshifa batarif Haqoq ul Musta, 1:82.

[29] پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ، 278:5

Pir Muhammad Karam Shah Alazhari, Zia Un Nabi ﷺ,5:278.

[30] ایضاً، 77:2۔

Ibid.,2:77.

[31] ایضاً، 115:3۔

Ibid.,3:115.

[32] ایضاً، 43:3۔

Ibid.,3:43.

[33] ایضاً، 501:1۔

Ibid.,1:501.

[34] ایضاً۔

Ibid.

[35] ایضاً۔

Ibid.

[36] Will Durant, *The Age of Faith* (UK: Simon & Schuster, Limited, 1986),147.

[37] William Montgomery Watt, *Muhammad Prophet and Statesman* (UK: Oxford University Press, 1969), 234.

[38] William Montgomery Watt, *Muhammad at Medina* (UK: Oxford Clarendon Press, 1956), 332.

[39] پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ، 65:2۔

Pir Muhammad Karam Shah Alazhari, Zia Un Nabi ﷺ,2:65.

[40] ایضاً، 33-39:2۔

Ibid.,2:33-39.